© rasailojaraid.com

کے بارے میں فیصلے کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ مولوی فتح اللہ شہید نے زہڑک۔ کنڈو۔ سٹ کنڈو۔ زرمت۔ گردیز۔ خوست۔ گوگن۔ لیژان۔ باڑی اور دیگر بے شمار مقامات پر روسیوں کے خلاف جہاد میں بنفس نفیس حصہ لیا اور کئی معرکوں کی براہ راست کمان بھی کی۔

ژوار مرکز کی تعمیر کے لئے جو ٹیم بنائی گئی تھی۔ مولوی فتح اللہ اس کے اہم ترین رکن تھے انہوں نے ہی گردیز کے پورے علاقے کا سروے کیا۔ اور موجودہ جگہ کا بحیثیت اس مرکز کے انتخاب کیا۔ جو آج افغانستان کا سب سے بڑا اور بفضل تعالیٰ سب سے مضبوط مرکز ہے۔

مولوی فتح اللہ حقانی مجاہدین کے درمیان انتہائی واجب الاحترام حیثیت کے مالک تھے۔ انتہائی کم گو دیکھنے میں مرنجان مرنج حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور رزم حق و باطل میں فولاد کی طرح سخت وہ ایسے مجاہد اور عالم دین تھے۔ کہ جن کے روز و شب آہ سحر گاہی اور نالۂ نیم شبی میں گزرے تھے۔ دبلے پتلے اور درمیانی قد کے اس عظیم مجاہد کا جسم اپنے اندر بڑی توانا روح رکھتا تھا۔ موٹے موٹے شیشوں سے جھانکتی ہوئی ان کی بڑی اور روشن آنکھیں اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اپنے مخاطب کا دل موہ لیتی تھیں۔ ہر فرد سے ملتے وقت اپنی بانہیں کشادہ کرکے اسے سینے سے لگاتے۔ اور دیر تک اس کا حال احوال پوچھتے۔

۱۳ ستمبر جمعہ کا روز تھا۔ جو دو روز قبل فریضۂ حج کی ادائیگی سے واپس لوٹے تھے۔ لیژان کے مرکز پر واقع ایک بلند مورچے میں اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ جن میں سعید خیل کے علاقے کے کمانڈر شاہ معین اور میراں شاہ میں مجاہدین کے دفتر انچارج مولوی صالح محمد (طالب محمد فانیؒ) شامل تھے۔ جنگی حکمت عملی کے بارے میں تبادلۂ خیال کر رہے تھے۔ بمباری پوری شدت سے جاری تھی۔ اور قریب ہی واقع دشمن کی چھاؤنی اور اس کے حملہ آور کنوائے سے ٹینکوں، توپوں اور مارٹر کی گولہ باری سے پہاڑوں کی چٹانیں ریزہ ریزہ ہو رہی تھیں۔ مولانا فتح اللہ بمباری کی شدت سے بے نیاز اپنے سامنے پورے علاقے کا نقشہ پھیلائے مجاہدین اور دشمنوں کی پوزیشنوں کا جائزہ لے رہے تھے کہ ناگہاں MM107 مارٹر توپ کا ایک گولہ عین مورچے میں آگرا۔ اور مولوی فتح اللہ اپنے دو عظیم ساتھیوں کے ساتھ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا طالب محمد حقانی شہید

اب کاوشِ محروم تجھے ڈھونڈ رہی ہے
اک تو ہی تو سرمایۂ خونیِ جگراں تھا

آپ نے دس سال کا طویل عرصہ دارالعلوم حقانیہ میں گزارا۔ مورخہ ۲۹ شوال ۱۳۸۳ھ کو فارم داخلہ پر کیا۔ نام

© rasailojaraid.com

اور مکمل پتہ۔ طالب محمد ولد عبد ملوک۔ مقام مندوزی۔ ڈاک خانہ دہقانہ اسمٰعیل خیل۔ ضلع گردیز۔

سنہ وار کتب مقررہ کی تفصیل یہ ہے۔

۱۳۸۴ھ۔ کافیہ۔ مرقاۃ۔ مجموعہ منطق۔ ایساغوجی ۱۳۸۵ھ شرح جامی۔ کنز اولین۔ شرح تہذیب۔ اصول الشاشی

۱۳۸۶ھ مختصر المعانی۔ نور الانوار۔ قطبی۔ مقامات حریری ۱۳۸۷ھ مطول۔ سلم السلوم۔ متنبی۔ میبذی۔ رشیدیہ

۱۳۸۸ھ۔ شرح عقائد۔ صدرا۔ شمس بازغہ۔ ملاحسن۔ میر زاہد۔ رسالہ قطبیہ۔ تجوید۔

۱۳۸۹ھ۔ حسامی۔ شرح جامی۔ عینی۔ تصریح شرح چغمنی۔ اقلیدس۔

۱۳۹۰ھ۔ ہدایہ صلوٰۃ۔ کنز آخرین۔ قاضی مبارک۔ ۱۳۹۱ھ۔ امور عامہ۔ بیضاوی شریف۔ تلویح توضیح۔ جلالین ج

۱۳۹۲ھ مشکوٰۃ شریف۔ جلالین۔ ہدایہ آخرین۔ شرح نخبۃ الفکر

۱۳۹۳ھ۔ دورہ حدیث شریف۔

ابتدائی سالوں میں آپ یہاں ایک مسجد میں رہائش پذیر تھے۔ اس کے بعد مدرسہ کے ہاسٹل میں منتقل ہو گئے نہایت ہی عابد و زاہد نیک سیرت اور محنتی تھے۔ مولانا فتح اللہ شہید اور یہ دونوں ایک ہی دارالاقامہ میں رہتے تھے۔ پھر جب افغانستان میں روسی انقلاب آیا تو آپ دونوں نے وہاں سے ہجرت کی۔ اور مجاہدانہ سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ عملی جہاد کے ساتھ ساتھ تنظیمی امور میں بھی حصہ لیتے تھے۔ چنانچہ آپ میراں شاہ میں دفتر مجاہدین کے انچارج اور منتظم اعلیٰ تھے۔

مولانا طالب محمد اور مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کا واقعہ ایک ساتھ پیش آیا جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ ان دونوں کی نماز جنازہ مولانا فتح اللہ حقانی کے بھائی مولانا عبد الرحمٰن نے یکے بعد دیگرے پڑھائی اور میراں شاہ میں قبرستان شہداء میں ابدی نیند سو گئے۔

رحمت حق تیرے مرقد پر گہرباری کرے

حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

افغانستان پر روسی جارحیت اور مؤمن الصفین کی ایمان افروز داستان
روسی الجاد
پس منظر و پیش منظر
تالیف و اشاعت: مؤتمر المصنفین
لکھ ھی طلب فرمائیں